قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 29جون 2020ء | 07 ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:155

## ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبة 24)

تو کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ داد اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے ازواج اور تمہارے قبیلے اور وہ اموال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں گھاٹے کا خوف رکھتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ بد کردار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

## فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت ملے گی جب دنیا ہمارے دین پر حاوی نہیں ہو گی بلکہ دین دنیا پر حاوی ہو گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کمانے سے منع نہیں کیا۔ دنیا کی کوئی چیز جسے خدا تعالیٰ نے حرام نہیں کیا، ناجائز نہیں ہے۔ اعلیٰ لباس پہننا، عمدہ قسم کے کھانے کھانا، عمدہ مکانوں میں رہنا اور ان کی سجاوٹ کرنا ان میں سے کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہے۔سب جائز ہیں۔ لیکن ان چیزوں کا اسلام کی ترقی میں روک ہو جانا ناجائز ہے۔لوگ شادیاں کرتے ہیں شریعت یہ نہیں کہتی کہ تم بدصورت عورت تلاش کر کے شادی کرو۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صرف دنیا دیکھنے کی بجائے عورت کی دینی حالت بھی دیکھ لیا کرو۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث نمبر 5090)

شریعت یہ کہتی ہے کہ عورت تمہاری عبادت کے راستے میں روک نہ ہو۔عورتیں تمہیں نمازوں سے غافل نہ کریں۔ اگر ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اس بات کا خیال رکھیں بلکہ ان کے ماں باپ بھی تو دین مقدم کرنے سے گھروں کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور وہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا جو ایک مومن کا مقصد ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

اسی طرح لباس ہے۔ یہ ہرگز منع نہیں کہ عمدہ لباس نہ پہنو لیکن اس سے ضرور روکا گیا ہے کہ ہر وقت اتنے فیشن میں ڈوبے نہ رہو کہ دینی کام سے غافل ہو جاؤ۔ ہر جگہ تمہیں یہ احساس رہے کہ فلاں جگہ میں جاؤں گا تو میرا لباس گندہ ہو جائے گا۔ گویا کسی وقت بھی دینی کام سے انسان غافل نہ ہو۔ اسی طرح نمازوں کی طرف توجہ کے بجائے اچھا لباس پہنا ہوا ہے، استری کیا ہوا لباس پہنا ہوا ہے، تو صرف اپنے کپڑوں کی شکنوں کی طرف نظر نہ رہے۔

پس اسلام یہ کہتا ہے کہ کبھی بھی تم دینی کام سے غافل نہ ہو تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حق ادا کر سکتے ہو۔

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014 )

## اس شمارہ میں

● دربارِ خلافت
● انقطاع الی اللہ (منظوم)
● خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
● خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ تم تو کہتے ہو کہ ابوھریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بہت بیان کرتا ہے اور کہتے ہو کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیثیں بیان نہیں کرتے جیسے ابوھریرہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں سودا سلف کے لین دین کا شغل رہتا اور میں جونہی اپنا پیٹ بھر لیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا۔ میں حاضر رہتا جبکہ وہ غائب ہوتے اور میں یاد رکھتا اور وہ بھول جاتے اور میرے انصار بھائی اپنے مالی کاروبار میں مشغول رہتے اور میں مساکین اہل صفہ میں سے ایک شخص تھا۔

(بخاری کتاب البیوع بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

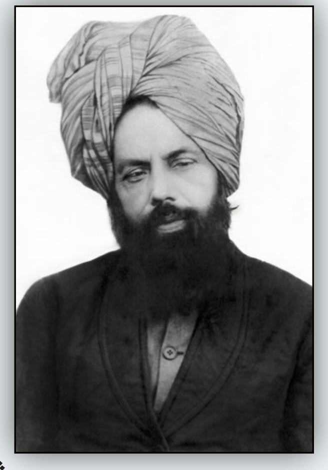

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ ۔۔۔ (التوبة 24) یعنی ان کو کہدے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری برادری اور راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم اس وقت تک منتظر رہو کہ جب تک خدا اپنا حکم ظاہر کرے اور خدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائے گا۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خریدے اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے گویا سب مر گئے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں زندہ خدا نظر نہیں آ سکتا۔ خدا کے ظہور کا دن وہی ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے۔ ہم اندھے ہیں جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں۔ ہم مردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہو جائیں۔ جب ہمارا منہ ٹھیک ٹھیک اس کے محاذات میں پڑے گا تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے ہمیں حاصل ہو گی اس سے پہلے نہیں اور یہی وہ استقامت ہے جس سے نفسانی زندگی پر موت آ جاتی ہے۔ ہماری استقامت یہ ہے کہ جیسا وہ فرماتا ہے کہ:

بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ (البقرة 113)

یعنی یہ کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھ دو۔ ایسا ہی ہم اس وقت درجۂ استقامت حاصل کریں گے کہ جب ہمارے وجود کے تمام پرزے اور ہمارے نفس کی تمام قوتیں اسی کام میں لگ جائیں اور ہماری موت اور ہماری زندگی اسی کے لئے ہو جائے ۔۔۔تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے اپنی محبت کو اس پر اتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا۔ وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکی۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 383، 384 )

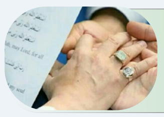

دربارِ خلافت

# احمدی خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کے میدان میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت ہوسکتی ہے کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں، اور نبھانا چاہیے بھی۔

اللہ کرے ہم کبھی ان قوموں اور حکومتوں کی طرح نہ ہوں جو اپنی زائد پیداوار ضائع تو کر دیتی ہیں لیکن دُکھی انسانیت کے لئے صرف اس لئے خرچ نہیں کرتیں کہ ان سے ان کے سیاسی مقاصد اور مفادات وابستہ نہیں ہوتے یا وہ مکمل طور پر ان کی ہر بات ماننے اور ان کی Dictation لینے پر تیار نہیں ہوتے، اور سزا کے طور پر ان قوموں کو بھوکا اور ننگا رکھا جا رہا ہے اور ننگا رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمتِ انسانیت کی توفیق عطا فرمائے۔

## ڈاکٹرز، وکلاء اور ٹیچرز کے لئے وقفِ عارضی کی تحریک

یہاں ایک اَور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمتِ انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمتِ خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمتِ انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمتِ انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 نومبر 2003ء صفحہ 5-8)

## آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ابن ماجہ۔ کتاب الدعا)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کا طلب گار ہوں‘‘۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی بہت پیاری، جامع حفاظتِ الٰہی کے حصول کی دعا ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’دنیا و آخرت میں اگر عافیت مل جائے تو یہ ایک بڑی فلاح ہے‘‘۔ پھر دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا ’’ایمان لانے کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی بھلائی نہیں‘‘۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گھر کو امن، سلامتی سے بھر دے اور ہمارے سارے کام سنوار دے۔ آمین

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## انقطاع الی اللہ

سر پر کھڑی ہے موت ذرا ہوشیار ہو
ایسا نہ ہو کہ توبہ سے پہلے شکار ہو
زندہ خدا سے دل کو لگا اے عزیزِ من
کیا اُس سے فائدہ جو فنا کا شکار ہو
کیوں ہو رہا ہے عشقِ بتاں میں خراب تُو
تجھ کو تو چاہیئے کہ خدا پر نثار ہو
یادِ خدا میں تجھ کو ملے لذت وسرور
بس تیری زندگی کا اِسی پر مدار ہو
تجھ کو اسی کا شوق ہو ہر وقت ہر گھڑی
ہردم اسی کے عشق کا سر میں خمار ہو
خالی ہو دل ہوائے متاعِ جہان سے
تجھ کو بس اک آرزوئے وصلِ یار ہو
یادِ حبیبؐ سے نہ ہو غافل کبھی بھی تُو
اس بات سے کوئی ترا مانع ہزار ہو
سینہ ترا ہو مدفنِ حرص وہواوآز
دل تیرا، تیری آرزوؤں کا مزار ہو
جاہ وجلالِ دنیائے فانی پہ لات مار
گر تُو یہ چاہتا ہے کہ تُو باوقار ہو
ہو فکر تجھ کو روزِ جزا کی لگی ہوئی
اس اس کے غم میں آنکھ تیری اشکبار ہو
تسکینِ دل تو چاہتا ہے گر، تو چاہیئے
دل کو ترے کبھی بھی نہ اے جاں قرار ہو
ایسا نہ ہو کہ تجھ کو گرائے یہ منہ کے بل
ہاں ہاں سنبھل کے نفسِ دنی پرسوار ہو
آگاہ تجھ کو تیری بدی پر کرے ضمیر
ناصح ہو دل ترا نہ کہ یہ خاکسار ہو
طالبِ نگاہِ لطف کا ہوں مدتوں سے میں
مجھ پر بھی اک نظر مرے پروردگار ہو
احمد یہی دعا ہے کہ روزِ جزا نصیب
تجھ کو نبی کریمؐ کا قرب وجوار ہو

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ (1910ء) کلام بشیرایڈیشن 1963 صفحہ 6-8)

# خلاصہ خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 جون 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

### آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت صحابہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

### آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں

### حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ بدر، اُحد اور خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ شامل ہوئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 26جون 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔حضور انور نے فرمایا:

گذشتہ خطبے میں بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر ہو رہا تھا بقایا جو حصّہ رہتا ہے وہ آج بیان کروں گا۔آپؓ حد درجہ سخی تھے چنانچہ آپؓ نے وصیّت کی تھی کہ ان کے ترکے میں سے جنگِ بدر کے شرکا میں سے ہر ایک کو چار سو دینار دیے جائیں، اُس وقت ان اصحاب کی تعداد سو تھی۔غزوۂ تبوک کے موقعے پر جب مال اور سواری مہیا کرنے کی تحریک ہوئی تو آپؓ نے ایک سو اَوقیہ (تقریباً چار ہزار درہم) پیش کیے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان اور عبدالرحمٰن اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ایک موقعے پر آپؓ نے چالیس ہزار دینار مالیت کی زمین خرید کر ضرورت مندوں اور امہات المومنین میں تقسیم کر دی۔حضرت عائشہؓ نے آپؓ کے حق میں دعا کی کہ اے اللہ! تُو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنت کے چشمے سلسبیل کا مشروب پلا۔آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرے اہلِ خانہ کی خبر گیری کرنے والا شخص سچا اور نیکو کار ہو گا چنانچہ عبدالرحمٰنؓ امہات المومنین کا بے حد خیال کرتے اور حج کے لیے انہیں بڑے وقار سے لے کر جاتے۔

ایک بار مدینے میں اجناسِ خوردنی کا قحط تھا۔ اس دوران حضرت عبدالرحمٰنؓ کا سات سو اونٹوں کا قافلہ شام سے پہنچا جس پر گندم اور اشیائے خوردنی لدی ہوئی تھیں۔جب حضرت عائشہؓ کو اس کا عِلم ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ عبدالرحمٰن جنّت میں گھٹنوں کے بَل داخل ہو گا۔اس پر حضرت عبدالرحمٰن نے سارا غلّہ حتیٰ کہ اونٹوں کے پالان تک خدا کی راہ میں دے دیے۔ایک موقعے پر آپؓ نے تیس تیس غلام ایک ہی دن میں آزاد کیے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا کہ تم کیونکہ مال دار ہو اس لیے جنّت میں رینگتے ہوئے داخل ہو گے پس خدا کی راہ میں خرچ کرو۔آپؓ کے دریافت کرنے پر کہ کیا خرچ کروں۔آنحضورؐ نے فرمایا جو موجود ہے وہ خرچ کرو چنانچہ عبدالرحمٰن تعمیلِ ارشاد میں روانہ ہو گئے۔تھوڑی دیر بعد آپؐ نے عبدالرحمٰن کو بلوایا اور فرمایا کہ جبرئیل نے کہا ہے کہ مہمان نوازی کرو، مسکین کو کھانا کھلاؤ اور سوالی اور رشتے داروں کا خیال رکھو۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک مرتبہ چالیس ہزار درہم، ایک بار چالیس ہزار دینار، ایک دفعہ پانچ صد گھوڑے، دوسری دفعہ پانچ صد اونٹ راہِ خدا میں وقف کیے۔اسی طرح اپنے ترکے میں سے پچاس ہزار دینار راہِ خدا میں دینے اور امہات المومنین کے لیے چار لاکھ درہم مالیت کے ایک باغیچے کی وصیت فرمائی۔آپؓ کی وفات اکتیس یا بتیس ہجری میں 72 یا 78برس کی عمر میں ہوئی۔حضرت عثمانؓ یا زبیر بن العوامؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

حضورِانور نے دوسرا ذکر حضرت سعد بن معاذؓ کا فرمایا۔آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس کی شاخ بنو عبدالاشہل سے تھا اور آپؓ اوس قبیلے کے سردار تھے۔حضرت سعدؓ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔آپؓ کے طفیل بنو عبدالاشہل اسلام قبول کرنے والا انصار کا پہلا گھرانہ ثابت ہوا۔آنحضرت ﷺ نے آپؓ کی مؤاخات سعد بن ابی وقاصؓ یا ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔

حضورِانور نے حضرت سعد بن معاذؓ کے قبولِ اسلام سے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی رقم فرمودہ تفاصیل پیش فرمائیں۔اسلام لانے سے پیشتر حضرت سعدؓ اس نئے دین کے پھیلاؤ سے ناخوش ہونے کے باوجود مدینے میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے اپنے خالہ زاد بھائی اسعد بن زرارہؓ کی وجہ سے خاموش تھے۔آپؓ نے قبیلے کے ایک اور بااثر شخص اُسید بن حضیر کو مصعب بن عمیرؓ اور اسعد بن زرارہؓ کے پاس بھجوایا تاکہ وہ انہیں تبلیغِ اسلام سے باز رکھیں۔حضرت مصعبؓ نے اسید بن حضیر کو قرآن شریف سنایا اور بڑے محبت کے پیرایہ میں اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا چنانچہ اسید بن حضیر نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔حضرت اُسیدؓ نے سعد کو ان دونوں کے پاس بھجوایا جو بڑے غضب ناک انداز میں اسعد بن زرارہؓ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم اپنی قرابت داری کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔حضرت مصعبؓ نے انہیں بھی نہایت دِل کش پیرایہ میں تبلیغ کرتے ہوئے اسلامی اصول کی تشریح بیان فرمائی جس کے نتیجے میں حضرت سعد بن معاذؓ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ دونوں ہی چوٹی کے صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سعد بن معاذؓ کی نسبت لکھتے ہیں کہ انہیں انصارِ مدینہ میں وہی پوزیشن حاصل تھی جو مہاجرینِ مکّہ میں حضرت ابوبکرؓ کی تھی۔

ہجرتِ نبوی کے بعد قریشِ مکّہ کی طرف سے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی طرف ایک تہدیدی خط آیا کہ تم محمد (ﷺ) کی پناہ سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ ان منافقین کے دلوں میں پہلے ہی اسلام کے خلاف کینے پنپ رہے تھے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ جب یہ اطلاع حضور اکرم ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ مجھ سے جنگ کی صورت میں تم لوگ اپنے ہی بیٹوں، بھائیوں اور باپوں کے خلاف لڑو گے اس لیے جنگ سے باز رہو۔جب قریشِ مکّہ کو اپنے اس ارادے میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے مدینے کے یہود کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔دراصل کفّارِ مکّہ کی غرض یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو اسلام کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے۔وہ اس بات کا تہیہ کیے بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔

کفّارِ مکّہ کے خونی ارادوں کا عِلم بخاری میں درج ایک تاریخی واقعے سے ہوتا ہے۔سیرت خاتم النبیین میں مرقوم تفصیل کے مطابق ہجرتِ نبوی کے کچھ عرصے بعد حضرت سعد بن معاذؓ عمرے کے ارادے سے مکّہ گئے اور امیّہ بن خلف کے پاس قیام کیا اور اسے کہا کہ وہ فتنے سے بچنے کے لیے آپؓ کو اپنی موجودگی میں طواف کروادے۔ دوپہر کے وقت جب آپؓ طوافِ کعبہ کر رہے تھے ابوجہل اس جانب آنکلا اور سعدؓ کو دیکھ کر غصّے کا اظہار کیا اور کہا کہ تم کیا گمان کرتے ہو کہ اُس مرتد (نعوذ باللہ) محمد (ﷺ) کو پناہ دینے کے بعد امن سے کعبے کا طواف کرسکو گے۔حضرت سعدؓ فتنے سے بچنا چاہتے تھے لیکن آپؓ کی رگوں میں ریاست کا خون اور دل میں ایمانی غیرت جوش زن تھی۔کڑک کر بولے واللہ! اگر تم نے ہمیں کعبے سے روکا تو یاد رکھو پھر تمہیں بھی شامی راستے پر امن نہیں مل سکے گا۔امیّہ نے سعد کی یہ بات سنی تو آپؓ کو ابوجہل کے سامنے آواز نیچی رکھنے کو کہا۔سعدؓ نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑو واللہ! مجھے حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی نہیں بھولتی کہ تم ایک دن مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔اس پر امیّہ اس قدر خوف زدہ ہوا کہ گھر لوٹ کر اپنی بیوی سے کہا کہ مَیں تو مسلمانوں کے خلاف مکّے سے نہیں نکلوں گا۔لیکن تقدیر کے نوشتے پورے ہوئے اور بدر کے موقعے پر امیّہ کو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلنا پڑا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

ایک روایت کے مطابق جب بدر کے موقعے پر کفّارِ مکّہ روانہ ہونے لگے تو امیّہ نے پس وپیش سے کام لیا۔اس پر ابوجہل نے امیہ سے کہا کہ تم وادی کے رؤسا میں سے ہو ایک دو دن کے لیے ہی ساتھ چلو چنانچہ وہ دو دن کے لیے ان کے ساتھ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرادیا۔

حضرت سعد بن معاذؓ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ شامل ہوئے۔غزوۂ بدر کے روز اوس کا جھنڈا آپؓ کے پاس تھا۔

غزوۂ بدر کے موقعے پر حضرت سعدؓ کی آنحضرت ﷺ سے محبت و فدائیت کا اظہار اس واقعے سے ہوتا ہے کہ بدر کے میدان سے ایک منزل کے فاصلے پر جب یہ اطلاع موصول ہوئی کہ تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے قریش کا ایک بڑا جرار لشکر مکّے سے آرہا ہے، آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور مشورہ طلب فرمایا۔بعض نے اس رائے کا اظہار کیا کہ بہتر یہی ہے کہ قافلے سے سامنا ہو لیکن آنحضرت ﷺ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔اکابر صحابہ نے اس مشورے کو ردّ کرتے ہوئے جاں نثارانہ تقاریر کیں اور اپنے اخلاص کا اظہار فرمایا۔حضور ﷺ نے یہ تقریریں سنیں تو آپؐ کا چہرہ خوشی سے تمتمانے لگا۔مگر اس موقعے پر آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی انصار سردار بھی ایسے ہی اخلاص کا اظہار کرے چنانچہ ان تمام تقاریر کے باوجود آپؐ یہی فرماتے کہ اچھا! پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جائے۔حضرت سعد بن معاذؓ رئیس اوس نے آپؐ کا منشا سمجھتے ہوئے انصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! شاید آپؐ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔خدا کی قسم! جب ہم آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لے آئے ہیں تو پھر آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے۔آپؐ ہم سب کو لڑائی میں ان شاء اللہ صابر پائیں گے۔آنحضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کی اخلاص و محبت سے پُر یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے۔

خطبے کے اختتام پر حضورِانور نے فرمایا کہ بقیہ ذکر ان شاء اللہ اگلے خطبے میں بیان ہو گا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

# خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05 جون 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

### سعدؓ نے کہا میری قوم سے کہنا کہ اگر تم میں زندگی کا دم ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا

### آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ حضرت صہیب بن سنان اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

### حقیقت یہ ہے کہ عورت کی آزادی اور حقوق دلوانے کی حقیقی تعلیم اسلام کی ہی ہے

### دنیا کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر حکومتوں کو انصاف کے ساتھ نظام چلانے اور عوام کو جائز طریق پر اپنے مطالبات پیش کرنے کی نصیحت

### حکومتِ پاکستان کو ملّاں کے خوف سے احمدیوں پر ظلم اور سختیاں بڑھانے کی بجائے انصاف کے دامن کو ہاتھ میں لیتے ہوئے حکومت چلانے کی تنبیہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج مَیں پھر صحابہؓ کا، بدری صحابہؓ کا ذکر کروں گا۔ ان میں سے جن کا ذکر ہے ان کا نام حضرت صُہَیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت صُہَیب کے والد کا نام سِنَان بن مالک اور والدہ کا نام سلمٰی بنت قَعِید تھا۔ حضرت صُہَیب کا وطن موصَل تھا۔ حضرت صُہَیب کے والد یا چچا کسریٰ کی طرف سے اُبُلّہ کے عامل تھے۔ اُبُلّہ دَجلہ کے کنارے ایک شہر ہے جو بعد میں بَصرہ کہلایا۔ رومیوں نے اس علاقے پر حملہ کیا تو انہوں نے حضرت صُہَیب کو قیدی بنالیا جبکہ وہ ابھی کم عمر تھے۔ ابو القاسم مغربی کے مطابق حضرت صُہَیبؓ کا نام عُمَیرہ تھا، رومیوں نے صُہَیب نام رکھ دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ۱۶۹–۱۷۰ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۷ء) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد۴ صفحہ۳۳–۳۴ صُہَیب بن سنان، دارالفکر بیروت ۲۰۰۱ء) (معجم البلدان جلد۱ صفحہ ۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت صُہَیب کا رنگ نہایت سرخ تھا۔ قد نہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا اور سر پر گھنے بال تھے۔

(اسد الغابہ جلد۳ صفحہ۴۱ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۶ء)

حضرت صُہَیبؓ نے رومیوں میں پرورش پائی۔ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ کَلب نے انہیں رومیوں سے خرید لیا (یہ ایک اَور شخص تھا) اور انہیں لے کر مکہ آ گیا۔ پھر عبداللہ بن جُدعَان نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت صُہَیب عبداللہ بن جدعان کی وفات تک اس کے ساتھ مکے میں رہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت صُہَیب کی اولاد کہتی ہے کہ حضرت صُہَیب جب عقل و شعور کی عمر کو پہنچے تو روم سے بھاگ کر مکے آ گئے اور عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن گئے اور ان کی وفات تک ان کے ساتھ رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ۱۷۰ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۷ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک غلام صُہَیب تھے جو روم سے پکڑے ہوئے آئے تھے۔ یہ عبداللہ بن جُدعان کے غلام تھے جنہوں نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ یہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپؐ کے لیے انہوں نے کئی قسم کی تکالیف اٹھائیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 443)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اس ضمن میں بیان فرمائی کہ قرآن کریم میں جو ہے کہ کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں یا غلاموں کی مدد سے بنالیا ہے تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ یہ غلام تو مسلمان ہونے کی وجہ سے مصائب اور ظلموں کا نشانہ بنے تو کیا انہوں نے یعنی ان غلاموں نے ان تکلیفوں کو اپنے اوپر وارد کرنے کے لیے، سہیڑنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی اور پھر نہ صرف یہ کہ چھپ کے مدد کی یہ ظاہر بھی ہوا اور پھر نہایت ثابت قدمی سے مصائب اور ظلم برداشت بھی کیے تو اس بات کو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا کہ یہ انتہائی بودا اعتراض ہے۔ یہ تو ان مومنین کا، ان لوگوں کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان تھا جس نے انہیں ثابت قدم رکھا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام سیکھا اور اللہ تعالیٰ کی وحی پر ایمان لائے تو بہرحال اس ضمن میں یہ بیان تھا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 441 تا 443)

حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ مَیں صُہَیبؓ سے دارِ ارقم کے دروازے پر ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ مَیں نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ صُہَیبؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ مَیں نے کہا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ کا کلام سنوں۔ حضرت صُہَیبؓ نے کہا کہ مَیں بھی یہی چاہتا ہوں۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم دونوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا جس پر ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ہم سارا دن وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے شام کی۔ پھر ہم وہاں سے چھپتے ہوئے نکلے۔ حضرت عمارؓ اور حضرت صُہَیبؓ نے تیس سے زائد افراد کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد جلد ۳ صفحہ۱۷۱ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۷ء)

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لانے میں سبقت رکھنے والے چار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں عرب میں سبقت رکھنے والا ہوں۔ صُہَیبؓ روم میں سبقت رکھنے والا ہے۔ سلمانؓ اہلِ فارس میں سبقت رکھنے والا ہے۔ اور بلالؓ حبش میں سبقت رکھنے والا ہے۔

(اسد الغابہ جلد۳ صفحہ۳۹ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۶ء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان فرمایا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ پر شریعت اتری تھی اور ابوبکرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور صُہَیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے چچا ابوطالب کے ذریعہ محفوظ رکھا اور ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعہ سے محفوظ رکھا۔ اس بارے میں گذشتہ خطبے میں مَیں وضاحت کر چکا ہوں کہ یہ راوی کا خیال ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان ظلموں کا نشانہ بننا پڑا تھا۔ گو شروع میں کچھ بچت ہوئی لیکن پھر بننا پڑا۔ بہرحال راوی کہتا ہے کہ باقیوں کو مشرکوں نے پکڑ لیا اور لوہے کی زرہیں پہنائیں اور انہیں دھوپ میں جلاتے تھے۔ پس ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے ان کے ساتھ جس بات پر وہ چاہتے تھے موافقت نہ کر لی ہو سوائے بلالؓ کے کیونکہ ان پر اپنا نفس اللہ کی خاطر بے حیثیت ہو گیا تھا اور وہ اپنی قوم کے لیے بھی بے حیثیت تھے۔ وہ ان کو پکڑتے اور لڑکوں کے سپرد کر دیتے اور انہیں مکے کی گھاٹیوں میں گھماتے پھرتے اور بلالؓ اَحد، اَحد کہتے جاتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل سلمان و ابی ذر و مقداد، حدیث نمبر ۱۵۰)

بہرحال سختیاں تو ان سب نے برداشت کی تھیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور ہر ایک نے اپنے ایمان پر ثابت قدمی کا اظہار کیا لیکن بہرحال حضرت بلالؓ کے بارے میں جو روایت ہے وہ یہی ہے کہ آپؓ کو بہت زیادہ ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔

پھر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صُہَیبؓ ان مومنین میں سے تھے جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا اور جنہیں مکے میں اللہ کی راہ میں اذیّت دی جاتی تھی۔ (الطبقات الکبری لابن سعد جلد ۳ صفحہ۱۷۱ صُہَیب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت۲۰۱۷ء) تکلیفوں سے ان کو بھی بہت زیادہ گزرنا پڑا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمار بن یاسرؓ کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ انہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہی حالت حضرت صُہَیبؓ، حضرت ابو فائدؓ، حضرت عامر بن فُہَیرہؓ اور دیگر اصحاب کی تھی۔ ان اصحاب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل:111)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۳ صفحہ۳۴ صُہَیب بن سنان، دارالفکر بیروت۲۰۰۱ء)

پھر تیرا رب یقیناً ان لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ فتنہ میں مبتلا کیے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا تو یقیناً تیرا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ایک روایت کے مطابق مدینے کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے جو سب سے آخر پر آئے وہ حضرت علیؓ اور حضرت صُہَیب بن سنانؓ تھے۔ یہ نصف ربیع الاوّل کا واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قُبا میں قیام پذیر تھے ابھی مدینہ کے لیے روانہ نہیں ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ صُهَيْب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۷ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صُہَیبؓ جب ہجرتِ مدینہ کے لیے نکلے تو مشرکین کے ایک گروہ نے آپؓ کا تعاقب کیا تو اپنی سواری سے اترے اور ترکش میں جو کچھ تھا وہ نکال لیا اور کہا اے قریش کے گروہ! تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ماہر تیراندازوں میں سے ہوں۔ اللہ کی قسم! تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ جتنے تیر میرے پاس ہیں وہ سب تمہیں مار نہ لوں۔ پھر مَیں اپنی تلوار سے تمہیں ماروں گا یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہے۔ لہٰذا تم لوگ جو چاہو کرو اگر میرا مال چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنے مال کے بارے میں بتا دیتا ہوں کہ میرا مال کہاں ہے اور تم میرا راستہ چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت صُہَیبؓ نے بتا دیا اور جب وہ، حضرت صُہَیبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سودے نے ابو یحیٰ کو فائدہ پہنچایا۔ سودا نفع مند ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ:208)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۷۱-۱۷۲ صُهَيْب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۷ء)

اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لیے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت ہی مہربانی کرنے والا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت صُہَیب مکہ سے ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ قبا میں تھے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ یعنی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ اس وقت ان سب کے سامنے تازہ کھجوریں تھیں جو حضرت کلثوم بن ہِدْمؓ لائے تھے۔ راستے میں حضرت صُہَیبؓ کو آشوب چشم ہو گیا تھا، آنکھوں کی تکلیف ہو گئی تھی اور انہیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ سفر کی وجہ سے تھکان بھی تھی۔ حضرت صُہیبؓ کھجوریں کھانے کے لیے لپکے تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! صُہَیب کی طرف دیکھیں اسے آشوبِ چشم ہے اور وہ کھجوریں کھا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاقاً فرمایا کہ تم کھجور کھا رہے ہو جبکہ تمہیں آشوبِ چشم ہے۔ آنکھیں سوجی ہوئی ہیں، بہ رہی ہیں۔ حضرت صُہَیبؓ نے عرض کیا میں اپنی آنکھ کے اس حصہ سے کھا رہا ہوں جو ٹھیک ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ پھر حضرت صُہَیبؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہجرت میں مجھے ساتھ لے کر جائیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے مجھے ساتھ لے کر جانے کا وعدہ کیا تھا تاہم آپؐ بھی تشریف لے آئے اور مجھے چھوڑ آئے۔ قریش نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے محبوس کر دیا اور میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سودا نفع مند ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ:208)

اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لیے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت مہربانی کرنے والا ہے۔ حضرت صُہَیبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے ایک مُدّ، تقریباً آدھا کلو آٹا زادِ راہ کے طور پر لیا تھا۔ اسے میں نے اَبواء مقام پر گوندھا تھا یہاں تک کہ مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ صُهَيْب بن سنان، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۱۷ء)

اس سفر میں صرف اتنا کھایا۔ یہی خوراک تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ

''صُہَیبؓ ایک مالدار آدمی تھے۔ یہ تجارت کرتے تھے اور مکہ کے باحیثیت آدمیوں میں سمجھے جاتے تھے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ مالدار بھی تھے اور آزاد بھی ہو چکے تھے۔'' اب تو غلام نہیں رہے تھے ''قریش ان کو مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو آپؐ کے بعد صُہَیبؓ نے بھی چاہا کہ وہ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں مگر مکہ کے لوگوں نے ان کو روکا اور کہا کہ جو دولت تم نے مکہ میں کمائی ہے تم اسے مکہ سے باہر کس طرح لے جا سکتے ہو؟ ہم تمہیں مکہ سے جانے نہیں دیں گے۔ صُہَیبؓ نے کہا اگر میں یہ سب کی سب دولت چھوڑ دوں تو کیا پھر تم مجھے جانے دو گے؟ وہ اس بات پر رضامند ہو گئے اور آپؓ اپنی ساری دولت مکہ والوں کے سپرد کر کے خالی ہاتھ مدینہ چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا صُہَیبؓ! تمہارا یہ سودا سب پہلے سودوں سے نفع مند رہا۔ یعنی پہلے اسباب کے مقابلہ میں تم روپیہ حاصل کیا کرتے تھے مگر اب روپیہ کے مقابلہ میں تم نے ایمان حاصل کر لیا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 194-195)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صُہَیبؓ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ان کے اور حضرت حارث بن صِمَّہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت صُہیبؓ غزوۂ بدر، اُحُد، خندق اور باقی تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 39 صُہَیب بن سنان مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2016ء)

حضرت عائِذ بن عَمروؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ، حضرت صُہیبؓ اور حضرت بلالؓ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ابوسفیان بن حَرْب کا گزر ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تلواریں ابھی اللہ کے دشمن کی گردن پر نہیں چلیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا تم قریش کے سرکردہ اور سردار کے بارے میں ایسا کہتے ہو؟ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! شاید تم نے انہیں غصہ دلا دیا ہے۔ اگر تم نے انہیں غصہ دلایا ہے تو تم نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو غصہ دلایا ہے۔ پس حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں کے پاس واپس گئے اور کہا کہ اے ہمارے بھائیو! شاید تم ناراض ہو گئے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں اے ابوبکرؓ! اللہ آپؓ سے مغفرت فرمائے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 885 حدیث عائذ بن عمرو، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت صُہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے مَیں اس میں موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی بیعت لی میں اس میں موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی سریہ روانہ فرمایا مَیں اس میں شامل تھا اور آپؐ جس غزوے کے لیے بھی روانہ ہوئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھا۔ مَیں آپؐ کے دائیں طرف ہوتا یا بائیں طرف۔ لوگ جب سامنے سے خطرہ محسوس کرتے تو میں لوگوں کے آگے ہوتا۔ جب لوگ پیچھے سے خطرہ محسوس کرتے تو میں ان کے پیچھے ہوتا۔ اور میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے اور اپنے درمیان نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہو گئی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 3 صفحہ 35 صُہَیب بن سنان، دار الفکر بیروت 2001ء)

حضرت صُہیبؓ بڑھاپے میں لوگوں کو جمع کر کے نہایت لطف کے ساتھ اپنے جنگی کارناموں کے دلچسپ واقعات سنایا کرتے تھے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 268 صُہَیب بن سنان مکتبہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

حضرت صُہیبؓ کی زبان میں عجمیت تھی یعنی عربوں والی فصاحت نہیں تھی۔ زَید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ حضرت صُہیبؓ کے ایک باغ میں داخل ہوئے جو عالیہ مقام میں تھا۔ حضرت صُہیبؓ نے جب حضرت عمرؓ کو دیکھا تو کہا یَنَّاسْ یَنَّاسْ۔ حضرت عمرؓ کو لگا کہ اَلنَّاس کہہ رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا اسے کیا ہوا ہے؟ یہ لوگوں کو کیوں بلا رہا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا کہ وہ اپنے غلام کو بلا رہے ہیں جس کا نام یُحَنَّسْ ہے۔ زبان میں گرہ کی وجہ سے وہ اسے ایسا کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر وہاں باتیں ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے صُہَیبؓ! تین باتوں کے علاوہ میں تم میں کوئی عیب نہیں دیکھتا۔ اگر وہ تم میں نہ ہوتیں تو میں تم پر کسی کو فضیلت نہ دیتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہو جبکہ تمہاری زبان عجمی ہے۔ اور تم اپنی کنیت ابو یحیٰ بتاتے ہو جو ایک نبیؑ کا نام ہے۔ اور تم اپنا مال فضول خرچ کرتے ہو۔ حضرت صُہیبؓ نے جواب میں کہا جہاں تک میرے مال فضول خرچ کرنے کا تعلق ہے تو میں اسے وہیں خرچ کرتا ہوں جہاں خرچ کرنے کا حق ہوتا ہے۔ فضول نہیں کرتا۔ جہاں تک میری کنیت کا تعلق ہے تو وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو یحیٰ رکھی تھی اور میں اس کو ہرگز ترک نہیں کروں گا۔ اور جہاں تک میرے عرب کی طرف منسوب ہونے کا تعلق ہے تو رومیوں نے مجھے کم سنی میں قیدی بنا لیا تھا اس لیے میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ مَیں قبیلہ نَمِرْ بِن قَاسِطْ سے تعلق رکھتا ہوں۔

حضرت عمرؓ حضرت صُہیبؓ سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کے بارے میں اعلیٰ گمان رکھتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ صُہیبؓ پڑھائیں گے اور تین روز تک مسلمانوں کی امامت کروائیں گے یہاں تک کہ اہل شوریٰ اُس پر متفق ہو جائیں جس نے خلیفہ بننا ہے۔

حضرت صُہیبؓ کی وفات ماہ شوال 38/ ہجری میں ہوئی، بعض کے مطابق 39/ ہجری میں وفات ہوئی۔ وفات کے وقت حضرت صُہیبؓ کی عمر تہتر برس تھی، بعض روایات کے مطابق ستر برس تھی۔ آپؓ مدینہ میں دفن ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 41 صُہَیب بن سنان، دار الکتب العلمیہ بیروت 2016ء)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے وہ حضرت سعد بن ربیعؓ ہیں۔ حضرت سعد بن ربیعؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو حارِث سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام رَبیع بن عَمرو اور والدہ کا نام ھُزَیلَہ بنتِ عِنَبَہ تھا۔ حضرت سعدؓ کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام عَمرہ بنت حَزْم اور دوسری کا نام حَبِیبَہ بنتِ زَید تھا۔ حضرت سعد بن ربیعؓ کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی ام سعد تھیں ایک جگہ انہیں اُمِّ سعید بھی لکھا گیا ہے ان کا اصل نام جمیلہ تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 395، جلد 8 صفحہ 303، ام عمارۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2017ء)

(عمدۃ القاری جلد 20 صفحہ 216 دار احیاء التراث العربی بیروت 2003ء)

حضرت سعد بن ربیعؓ زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے جبکہ بہت کم لوگ یہ جانتے تھے۔حضرت سعد قبیلہ بنو حارث کے نقیب تھے۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن رَوَاحہؓ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے۔حضرت سعدؓ بیعت عَقَبہ اولیٰ اور عَقَبہ ثانیہ میں شامل تھے۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 214دار الکتب العلمیہ بیروت 2016ء)

ہجرت مدینہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور سعد بن ربیعؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔تو سعد بن ربیعؓ نے کہا میں انصار میں سے زیادہ مالدار ہوں۔سو میں تقسیم کر کے نصف مال آپؓ کو دے دیتا ہوں اور میری دو بیویوں میں سے جو آپؓ پسند کریں میں آپؓ کے لیے اس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے آپؓ نکاح کر لیں۔ یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔تم صرف یہ بتاؤ یہاں کوئی بازار ہے جس میں تجارت ہوتی ہو؟ حضرت سعدؓ نے بتایا کہ قینقاع کا بازار ہے۔حضرت عبدالرحمٰنؓ یہ معلوم کر کے صبح سویرے وہاں گئے اور پنیر اور گھی لے آئے۔ پھر اسی طرح ہر صبح وہاں بازار میں جاتے رہے۔ ابھی کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ آئے اور ان پر زعفران کا نشان تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پتا تھا کہ ان کی شادی ہوگئی ہے۔ زعفران کا نشان ڈالتے تھے تو مطلب تھا کہ شادی ہوگئی ہے۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت سے تو آپؐ نے فرمایا کتنا مہر دیا ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ایک گٹھلی کے برابر سونا یا کہا سونے کی گٹھلی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کا ہی سہی۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ماجاء فی قول اللّٰہ عزّ وجلّ فاذا قضیت الصلوٰۃ۔۔۔حدیث نمبر 2048)

ان کی حیثیت کے مطابق ان کو ولیمہ کی دعوت کی طرف توجہ دلائی۔حضرت سعد بن ربیعؓ غزوۂ بدر و اُحد میں شامل ہوئے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔غزوۂ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں۔ چنانچہ وہ مقتولین میں جا کر تلاش کرنے لگے۔حضرت سعدؓ نے اس شخص کو دیکھ کر کہا تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمہاری خبر لے کے جاؤں تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں اور میرے سے لڑنے والے دوزخ میں پہنچ گئے ہیں یعنی جس نے بھی میرے سے لڑائی کی اس کو میں نے مار دیا ہے اور میری قوم کو یہ کہنا کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی عذر نہیں ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص ان کے پاس گیا تھا وہ حضرت اُبی بن کعبؓ تھے۔حضرت سعدؓ نے حضرت اُبَی بن کعبؓ سے کہا اپنی قوم سے کہنا کہ تم سے سعد بن ربیعؓ کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور ایک اَور روایت بھی ہے کہ اَور جو عہد تم لوگوں نے عَقَبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اس کو یاد کرو۔ اللہ کی قسم! اللہ کے حضور تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہو گا اگر کفار تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کر رہی ہو یعنی کوئی شخص بھی زندہ باقی رہے تو اللہ کے نزدیک یہ کوئی عذر نہیں ہو گا۔حضرت اُبَی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی وہیں تھا یعنی حضرت سعدؓ کے پاس ہی تھے تو حضرت سعد بن ربیعؓ کی وفات ہوگئی۔ اس وقت وہ زخموں سے چور تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور آپؐ کو سب بتا دیا کہ یہ گفتگو ہوئی تھی۔ یہ ان کی حالت ہے اور اس طرح شہید ہو گئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ وہ زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ رہا۔حضرت سعد بن ربیعؓ اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 396 دار الکتب العلمیہ بیروت 2017ء)

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت 2010 ء)(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 432-433،دار الکتب العلمیہ بیروت 2016ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت سعدؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی میدان میں اتر آئے ہوئے تھے اور شہداء کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع تھی۔ جو نظارہ اس وقت، یعنی جب جنگ ختم ہوگئی، مسلمانوں کے سامنے تھا وہ خون کے آنسو رلانے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی بھی تھے لیکن آپ پھر بھی میدان میں آ گئے۔شہداء کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی، کس طرح تدفین کرنی ہے۔ زخمیوں کو سنبھالنے کی طرف توجہ ہوئی تو بہر حال اس وقت جو نظارہ مسلمانوں کے سامنے تھا وہ ایسا خوفناک تھا کہ کہتے ہیں کہ خون کے آنسو رلانے والا تھا۔ستر مسلمان خاک و خون میں لتھڑے ہوئے میدان میں پڑے تھے اور عرب کی وحشیانہ رسم مُثلہ کا مہیب نظارہ پیش کر رہے تھے۔یعنی نہ صرف یہ کہ شہید ہوئے تھے بلکہ مُثلہ کیا گیا تھا۔ ان کے اعضاء کاٹے گئے تھے۔ ان کی شکلوں کو بگاڑا گیا تھا۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ان مقتولین میں صرف چھ مہاجر تھے اور باقی سب انصار سے تعلق رکھتے تھے۔قریش کے مقتولوں کی تعداد تئیس تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور رضاعی بھائی حمزہ بن عبد المطلبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو بے خود سے ہو کر رہ گئے کیونکہ ظالم ہند جو زوجہ ابوسفیان تھی، نے ان کی نعش کو بری طرح بگاڑا ہوا تھا۔تھوڑی دیر تک تو آپؐ خاموشی سے کھڑے رہے اور آپؐ کے چہرے سے غم و غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ ایک لمحہ کے لیے آپؐ کی طبیعت اس طرف بھی مائل ہوئی کہ مکہ کے ان وحشی درندوں کے ساتھ جب تک انہی کا سا سلوک نہ کیا جائے گا وہ غالباً ہوش میں نہیں آئیں گے۔ ان کو سبق نہیں ملے گا مگر آپؐ اس خیال سے رک گئے اور صبر کیا بلکہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُثلہ کی جو رسم تھی، شکلوں کو بگاڑنے والی رسم، اعضاء کاٹنے والی رسم اس کو اسلام میں ہمیشہ کے لیے ممنوع قرار دے دیا اور فرمایا دشمن خواہ کچھ کرے تم اس قسم کے وحشیانہ طریق سے بہر حال باز رہو اور نیکی اور احسان کا طریق اختیار کرو۔ آپؐ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب اپنے بھائی حمزہؓ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی ہزیمت کی خبر سن کر مدینہ سے نکل کے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے زُبیر بن العوامؓ سے فرمایا کہ اپنی والدہ کو ماموں کی نعش نہ دکھانا مگر بہن کی محبت کب چین لینے دیتی تھی۔ بیٹے نے تو کہا کہ حضرت حمزہؓ کی نعش نہ دیکھیں کیونکہ مثلہ کیا ہوا ہے۔ چہرہ بگاڑا ہوا ہے۔ انھوں نے اصرار کے ساتھ کہا کہ مجھے حمزہؓ کی نعش دکھا دو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ صبر کروں گی اور کوئی جزع فزع کا کلمہ منہ سے نہیں نکالوں گی۔ چنانچہ وہ گئیں اور بھائی کی نعش دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھتی ہوئی خاموش ہو گئیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ قریش نے دوسرے صحابہ کی نعشوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عبد اللہ بن جَحۡشؓ کی نعش کو بھی بری طرح بگاڑا گیا تھا۔ جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعش سے ہٹ کر دوسری نعش کی طرف جاتے تھے آپؐ کے چہرے پر غم و الم کے آثار زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ غالباً اسی موقعے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جا کر دیکھے کہ سعد بن الربیع رئیسِ انصار کا کیا حال ہے۔ آیا وہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے ہیں؟ کیونکہ میں نے لڑائی کے وقت دیکھا تھا کہ وہ دشمن کے نیزوں میں بری طرح گھرے ہوئے تھے۔ آپؐ کے فرمانے پر ایک انصاری صحابی ابی بن کعبؓ گئے اور میدان میں اِدھر اُدھر سعدؓ کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر انہوں نے اونچی اونچی آوازیں دینی شروع کیں اور سعدؓ کا نام لے لے کر پکارا مگر پھر بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ مایوس ہو کر وہ واپس جانے کو تھے کہ انہیں خیال آیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر تو پکاروں شاید اس طرح پتہ چل جاوے۔ پہلے تو خالی نام لے کر پکارا پھر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کے اس طرح پکاروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تلاش کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ سعد بن ربیعؓ کہاں ہیں؟ مجھے رسول اللہؐ نے ان کی طرف بھیجا ہے۔ اس آواز نے سعدؓ کے نیم مردہ جسم میں ایک بجلی کی لہر دوڑا دی۔ لاشوں کے بیچ میں نیم مردہ پڑے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو ایک دم جسم میں جنبش پیدا ہوئی اور انہوں نے چونک کر مگر نہایت دھیمی آواز میں جواب دیا۔ کون ہے؟ میں یہاں ہوں۔ ابی بن کعبؓ نے غور سے دیکھا تو تھوڑے فاصلہ پر مقتولین کے ایک ڈھیر میں سعدؓ کو پایا جو اس وقت نزع کی حالت میں جان توڑ رہے تھے۔ ابی بن کعبؓ نے ان سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بھیجا ہے کہ تمہاری حالت سے آپؐ کو اطلاع دوں۔ سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خدا کے رسولوں کو اُن کے متبعین کی قربانی اور اخلاص کی وجہ سے جو ثواب ملا کرتا ہے خدا آپؐ کو وہ ثواب سارے نبیوں سے بڑھ چڑھ کر عطا فرمائے اور آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اور میرے بھائی مسلمانوں کو بھی میرا اسلام پہنچانا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تم میں زندگی کا دم ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر نہیں ہو گا۔ یہ کہہ کر سعدؓ نے جان دے دی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 500-501)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس واقعہ کا ذکر اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

’’جنگ احد کا ایک واقعہ ہے۔ جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعبؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور زخمیوں کو دیکھو۔ وہ دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے اور آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنے متعلقین اور اعزاء ’’عزیزوں‘‘ کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔حضرت سعدؓ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں منتظر ہی تھا کہ کوئی مسلمان ادھر آئے تو پیغام دوں۔تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کرو کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے اور اس کے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں۔‘‘ ہم تو جا رہے ہیں۔ اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ ’’اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو ایسے وقت میں جب انسان سمجھتا ہو کہ میں مر رہا ہوں کیا کیا خیالات اس کے دل میں آتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے میری بیوی کا کیا حال ہو گا۔ میرے بچوں کو کون پوچھے گا۔ مگر اس صحابیؓ نے کوئی ایسا پیغام نہ دیا صرف یہی کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی حفاظت کرتے ہوئے اس دنیا سے جاتے ہیں تم بھی اسی راستہ سے ہمارے پیچھے آجاؤ۔‘‘ سب سے بڑا کام یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ’’ان لوگوں کے اندر یہی ایمان کی قوت تھی جس سے انہوں نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیے۔ قیصر روم حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کسریٰ نے اپنے سپہ سالار کو لکھا کہ اگر تم ان عربوں کو بھی شکست نہیں دے سکتے تو پھر واپس آجاؤ اور گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھو۔‘‘ اس نے اپنے جرنیل کو یہ کہا کہ ’’یہ گوہیں کھانے والے لوگ ہیں ان کو بھی تم نہیں روک سکتے۔‘‘ بالکل معمولی لوگ ہیں، کھانا بھی ان کو نہیں ملتا۔ گوہ کھاتے ہیں یہ لوگ۔ ’’اس نے جواب دیا یہ تو آدمی معلوم ہی نہیں ہوتے۔ یہ تو کوئی بلا ہیں۔ یہ تلواروں اور نیزوں کے اوپر سے کودتے ہوئے آتے ہیں۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 338) ان میں ایسا جوش و جذبہ ہے۔ ان کو ہم کس طرح شکست دے سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی صاحبزادی ام سعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں تو انہوں نے اس کے لیے اپنا کپڑا بچھا دیا۔ حضرت عمرؓ آئے تو انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھا۔ حضرت عمر نے کہا اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی اور اس نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا جبکہ مَیں اور تم باقی رہ گئے۔

(الاصابہ جلد۲ صفحہ۳۱۵ سعد بن الربیع، دارالفکر بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دونوں سعد بن ربیعؓ کی بیٹیاں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑتے ہوئے احد کے دن شہید ہو گئے تھے۔ اور ان کے چچا نے ان دونوں کا مال لے لیا ہے یعنی حضرت سعدؓ کی جائیداد جو تھی اِن کے چچا نے لے لی ہے۔ انہیں کچھ نہیں ملا اور ان کے لیے مال نہیں چھوڑا اور ان دونوں کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا جب تک ان کے پاس مال نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ اس پر میراث کے احکام پر مشتمل آیت نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے چچا کو بلوایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کو سعد کے مال کا تیسرا حصہ دو اور ان دونوں کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تمہارا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث البنات، حدیث نمبر 2092)

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس بارے میں کچھ تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں اس طرح لکھی ہے کہ حضرت سعدؓ ایک متمول آدمی تھے۔ اچھے کھاتے پیتے تھے۔ اپنے قبیلہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ صرف دو لڑکیاں تھیں اور بیوی تھی۔ چونکہ ابھی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ورثہ کے متعلق کوئی جدید احکام نازل نہیں ہوئے تھے اور صحابہ میں قدیم دستور عرب کے مطابق، عرب کا جو دستور تھا اس کے مطابق ورثہ تقسیم ہوتا تھا۔ متوفی یعنی فوت ہونے والے کی نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اس کے جدی اقرباء جو تھے جائیداد پر قابض ہو جاتے تھے اور بیوہ اور لڑکیاں یوں ہی خالی ہاتھ رہ جاتی تھیں۔ اس لیے سعد بن ربیع کی شہادت پر ان کے بھائی نے سارے ترکے پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیوہ اور لڑکیاں بالکل بے سہارا رہ گئیں۔ اس تکلیف سے پریشان ہو کر سعد کی بیوہ اپنی دونوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ساری سرگزشت سنا کر اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت صحیحہ کو اس درد کے قصہ نے ایک ٹھیس لگائی مگر چونکہ ابھی تک اس معاملہ میں خدا کی طرف سے آپؐ پر کوئی احکام نازل نہیں ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا تم انتظار کرو۔ پھر جو احکام خدا کی طرف سے نازل ہوں گے ان کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں توجہ فرمائی اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ آپ پر ورثہ کے معاملہ میں بعض وہ آیات نازل ہوئیں جو قرآن شریف کی سورۃ النساء میں بیان ہوئی ہیں۔ اس پر آپؐ نے سعد کے بھائی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ سعد کے ترکہ میں سے دو ثُلث ان کی لڑکیوں اور ایک ثُمن اپنی بھاوجہ کے سپرد کر دو اور جو باقی بچے وہ خود لے لو۔ اس وقت سے تقسیم ورثہ کے متعلق جدید احکام کی ابتدا قائم ہو گئی جس کی رو سے بیوی اپنے صاحب اولاد خاوند کے ترکہ میں آٹھویں حصہ کی اور بے اولاد خاوند کے ترکہ میں چہارم حصہ کی اور لڑکیاں اپنے باپ کے ترکہ میں اپنے بھائی کے حصہ کی نسبت نصف حصہ کی اور اگر بھائی نہ ہو تو سارے ترکہ میں سے حالات کے اختلاف کے ساتھ دو ثلث یا نصف کی (تین چوتھائی یا نصف کی، دو تہائی یا نصف کی) اور ماں اپنے صاحب اولاد لڑکے کے ترکہ میں چھٹے حصہ کی اور بے اولاد لڑکے کے ترکہ میں تیسرے حصہ کی حق دار قرار دی گئی اور اسی طرح دوسرے ورثاء کے حصے مقرر ہو گئے۔ اور عورت کا وہ فطری حق جو اس سے چھینا جا چکا تھا اسے واپس مل گیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے آگے ایک نوٹ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس موقع پر یہ نوٹ بھی غیر ضروری نہیں ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے طبقہ نسواں کے تمام جائز اور واجبی حقوق کی پوری پوری حفاظت فرمائی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یا آپؐ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جس نے عورت کے حقوق کی ایسی حفاظت کی ہو جیسی آپؐ نے کی ہے۔

چنانچہ ورثہ میں، بیاہ شادی میں، خاوند بیوی کے تعلقات میں، طلاق و خلع میں، اپنی ذاتی جائیداد پیدا کرنے کے حق میں، اپنی ذاتی جائیداد کے استعمال کرنے کے حق میں، تعلیم کے حقوق میں، بچوں کی ولایت و تربیت کے حقوق میں، قومی اور ملکی معاملات میں حصہ لینے کے حق میں، شخصی آزادی کے معاملہ میں، دینی حقوق اور ذمہ داریوں میں الغرض دین و دنیا کے ہر اس میدان میں جس میں عورت قدم رکھ سکتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تمام واجبی حقوق کو تسلیم کیا ہے اور اس کے حقوق کی حفاظت کو اپنی امت کے لیے ایک مقدس امانت اور فرض کے طور پر قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کی عورت آپؐ کی بعثت کو اپنے لیے ایک نجات کا پیغام سمجھتی تھی۔

پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ مجھے اپنے رستہ سے ہٹنا پڑتا ہے یعنی مضمون جو بیان ہو رہا ہے اس سے پرے ہٹ رہا ہوں۔ اگر میں اس کی مزید تفصیلات بیان کرتا تو ہٹنا پڑتا ورنہ میں بتاتا (کیونکہ یہ عورتوں کے حقوق کا مضمون نہیں بیان ہو رہا اس لیے بیان نہیں کر سکتا) کہ عورت کے معاملہ میں آپؐ کی تعلیم حقیقتاً اس اعلیٰ مقام پر قائم ہے جس تک دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی تمدن نہیں پہنچا اور یقیناً آپؐ کا یہ پیارا قول ایک گہری صداقت پر مبنی ہے کہ

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

یعنی دنیا کی چیزوں میں سے میری فطرت کو جن چیزوں کی محبت کا خمیر دیا گیا ہے وہ عورت اور خوشبو ہیں مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز یعنی عبادت الٰہی میں رکھی گئی ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 507 تا 509)

آج کی دنیا عورت کے حقوق کی بات کرتی ہے اور چند سطحی باتوں کو اٹھا کر جن کا آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام نے جو پابندیاں لگائی ہیں وہ بھی عورت کی عزت قائم کرنے اور گھروں کے سکون اور اگلی نسل کی تربیت کے لیے رکھی ہیں ان پر اسلام پر اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کی آزادی اور حقوق دلوانے کی حقیقی تعلیم اسلام کی ہی ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھ کر غلاظتوں اور فسادوں سے بچ سکے اور ہماری عورتیں بھی اس حقیقت کو سمجھیں۔ بعض دفعہ دنیا کے پیچھے چل پڑتی ہیں کہ دنیا کی آزادی یہ ہے۔ وہ اس حقیقت کو سمجھیں اور جو مقام اسلام نے عورت کو دیا ہے اس کو سمجھیں کیونکہ وہ نہ کسی مذہب نے دیا ہے اور نہ ہی نام نہاد روشن خیال حقوق نسواں کے اداروں نے دیا ہے یا تحریک نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مردوں کو بھی عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی اسلامی تعلیم کے مطابق توفیق عطا فرمائے تا کہ یہ معاشرہ پُر امن معاشرہ ہو۔

اس کے بعد میں مختصراً موجودہ حالات کے لیے بھی دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جہاں کورونا کی وبا سے اور آفات سے دنیا کو پاک کرے وہاں انسانوں کو یہ عقل اور سمجھ بھی دے کہ ان کی بقا اور بچت ایک خدا کی طرف جھکنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ہے۔ اپنی قربانی دیتے ہوئے دنیا سے فتنہ و فساد ختم کرنے میں ہے۔ حکومتوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ انصاف پر مبنی نظام چلائیں۔ امریکہ میں بھی آج کل جو بے چینی اور بدامنی پھیلی ہوئی ہے اس سے ہر احمدی کو خصوصاً اس کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔ وہاں عوام کو بھی صحیح رنگ میں اپنے مطالبے پیش کرنے اور حقوق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر افریقن امریکن توڑ پھوڑ کے ذریعہ سے اپنے گھروں کو جلائیں گے تو اس کا نقصان ان کو ہی ہو گا کیونکہ اس پر تو کئی افریقن لیڈروں نے بھی کہا ہے کہ اپنے گھروں کو تو نہ جلاؤ۔ اپنے گھروں کی توڑ پھوڑ تو نہ کرو۔ ہاں اپنے حق لو اور جائز طریقے سے لو۔ جہاں تک حکومت اجازت دیتی ہے پروٹسٹ (protest) بھی ہوں لیکن اپنی جائیدادوں کو تباہ کرنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ الٹا نقصان ہو گا۔ اس لیے اس بارے میں بھی پروٹسٹ کرنے والوں کو سوچنا چاہیے۔ بہرحال یہ جو سارے فسادات ہو رہے ہیں اس کے تناظر میں حکومتی نظام کو بھی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ طاقت استعمال کر کے ہی مسائل حل نہیں ہوتے اور نہ ہی طاقت تمام مسائل کا حل ہے بلکہ انصاف سے تمام شہریوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے حکومتیں چلا کرتی ہیں اور ملک میں امن اور استحکام قائم ہو سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔ جتنی مرضی کوئی طاقتور حکومت ہو اگر عوام میں بے چینی ہے تو کوئی حکومت اس کے سامنے ٹک نہیں سکتی۔ بہرحال اللہ کرے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی فساد ہیں ہر جگہ فساد دور ہوں اور حکومتیں عوام کے حق ادا کرنے والی ہوں اور عوام اپنے حقوق کے لیے جائز حد تک حکومتوں پر دباؤ ڈالنے والے ہوں۔

اسی طرح پاکستانی حکومت کو بھی سوچنا چاہیے کہ صرف ملّاں کے خوف سے آج کل احمدیوں پر جو ظلم اور سختیاں بڑھ رہی ہیں وہ نہ کریں بلکہ انصاف سے حکومت چلائیں۔ اپنی تاریخ سے سبق لے لیں۔ احمدیت کے معاملے کو لے کر یا اس ایشو (issue) کو لے کر اور ظلم کر کے نہ پہلی حکومتوں کی حکومت قائم رہ سکی ہے نہ آئندہ کسی کی رہ سکے گی۔ اس لیے اس خیال کو چھوڑ دیں کہ اس ایشو سے حکومتوں کو لمبا کر سکتے ہیں۔ ہاں ان ظلموں کے نتیجے میں دنیا میں احمدیت کی ترقی پہلے سے بڑھ کر ہوئی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ بہرحال ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ظلم اور فساد اور بدامنی کو دور فرمائے اور جو وبا آج کل پھیلی ہوئی ہے، بیماری پھیلی ہوئی ہے اس میں سے انسان سبق حاصل کر کے اپنی حالتوں میں تبدیلیاں پیدا کرے اور ہم احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی توفیق ملے تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بن سکیں اور ترقیات کو جلد سے جلد اپنے سامنے ہوتا ہوا دیکھ سکیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 26/ جون 2020ء صفحہ 5 تا 9)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ریاض احمد ملک

# محترم بابا ملک رشید احمد صاحب دوالمیال ضلع چکوال

(جنوری 1919ء تا جون 2020ء)

مکرم رشید احمد صاحب کے گھر میں احمدیت کا ورود آپ کے والد مکرم عبدالصمد صاحب کی احمدیت قبول کرنے سے ہوا۔ اس لئے آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ نے دوالمیال کے صحابہ حضرت مسیح موعود کی صحبت میں اپنی زندگی بسر کی۔ آپ نہایت جوشیلے احمدی اور دلیر داعی الی اللہ تھے۔ جوانی میں فوج کی ملازمت کے دوران بھی ہر جگہ ایک مثالی احمدی کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔ پنجوقتہ نماز کے عادی تھے اور باقاعدہ تہجد گزار تھے۔ دوران ملازمت بھی نمازوں کو بڑے التزام سے ادا کرتے رہے۔

آپ دوسری جنگِ عظیم میں شامل ہوئے اور آپ کی یونٹ دورانِ جنگ برما کے محاذ پر جاپانی فوجوں سے نبرد آزما رہی۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ برما کا محاذ بہت مشکل تھا۔ وہاں لڑائی میں سو سو جاپانی جہاز ہمارے اوپر گولہ باری کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں مجھے بتایا کہ ہماری فوج نے جاپانی فوج کا کافی علاقہ قبضہ کرلیا۔ پھر ان کی جانب سے بہت بڑا حملہ ہم پر ہوا جس میں ان کو آرٹلری اور ایئر فورس نے بھی مدد دی۔ ہمارے پاس نفری کم تھی۔ اور اس طرح انہوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ وہ بتاتے تھے ہم بڑی دلیری سے لڑے تھے اور کوئی خوف نہیں تھا۔ پھر ہماری سپلائی بند ہونے کی وجہ سے انہوں نے ہماری یونٹ کو قیدی بنالیا۔ رات ہوگئی تھی اور ہمیں کیمپ میں لے جایا جارہا تھا۔ ایسے میں اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ بعد میں ہماری کمک پہنچ جانے پر ہماری فوج نے جب جاپانیوں پر حملہ کیا تو اس وقت جاپانیوں نے ہمارے تمام قیدیوں کو مار دیا۔ میری خوش نصیبی تھی کہ یوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔

دوسری جنگِ عظیم میں دوالمیال سے 835 جوانوں نے مختلف محاذوں پر شرکت کی۔ ان میں سے دو ویٹرن حیات تھے۔ ان دونوں میں سے ملک رشید احمد صاحب بلحاظ عمر بڑے تھے جنہوں نے سو سال عمر پائی اور 19جون 2020ء کو مولائے حقیقی سے جا ملے۔ جبکہ دوسرے ملک محمد خان صاحب کی عمر اس وقت 98سال ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

مکرم ملک رشید احمد صاحب کی صحت آخری وقت تک بہت اچھی رہی۔ پہلی جنگِ عظیم کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں آپ نے خود دوالمیال توپ کے پاس آکر اور دوالمیال میوزیم میں آکر BBC,Geo,Aljazeera,Sky,AFP, Public, Din اور بہت سارے ٹی وی چینلز پر اپنے انٹرویوز ریکارڈ کروائے اور دوالمیال کی عسکری تاریخ پر، پہلی جنگِ عظیم میں دوالمیال سے 460جوانوں کی شرکت، توپ کا انعام حاصل کرنے والے کپتان ملک غلام محمد صاحب کے حالات و واقعات (توپ اب بھی دوالمیال کے تالاب پر ان کی یاد تازہ کیے ہوئے ہے)، سو سے زیادہ پہلی جنگِ عظیم میں حصہ لینے والے دوالمیال کے وائسرائے کمشنڈ آفیسرز کے اور دوسری جنگِ عظیم کے واقعات بتائے جو ان سب چینلز پر ٹیلی کاسٹ کئے گئے۔

آپ نہ صرف پنجوقتہ نمازیں احمدیہ دارلذکر میں باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے تھے بلکہ ہاتھ میں لالٹین اٹھا کر رات کے آخری پہر تہجد کی نماز احمدیہ دارالذکر میں بلا ناغہ ادا کرنے کے لئے جاتے تھے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ 12 دسمبر 2016ء کے سانحہ دوالمیال کے بعد احمدیہ دارالذکر کو انتظامیہ کی جانب سے غیر منصفانہ، اور ملاں کو خوش کرتے ہوئے سیل کیے جانے کے بعد آپ گھر میں ہی اپنی عبادات بجالاتے اور جب بھی ان سے ملاقات ہوتی تو سب سے پہلے پوچھتے کہ احمدیہ دارالذکر کب کھلے گی؟ ساتھ ہی کہتے کہ انشااللہ بہت جلد کھلے گی اور پھر ہم اس میں عبادات بجالائیں گے۔

قیامِ پاکستان کے وقت آپ ہشیارپور میں مقیم تھے۔ آپ بتاتے تھے کہ اکثر قادیان جاکر بہشتی مقبرہ میں دعائیں کرنے، مسجد اقصیٰ قادیان، مسجد مبارک قادیان میں نمازیں ادا کرنے اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے مواقع نصیب ہوئے۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کا جب بھی موقع ملتا، شامل ہوتے۔ ربوہ کے تقریباً ہر جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان تشریف لائے تھے۔ بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کروادی۔

آپ کے پاس ایک کھونڈی (عصا) تھا۔ آپ بڑے فخر سے بتایا کرتے تھے کہ جو کھونڈی میرے نصیب میں ہے اور جسے میں برکت کے لیے کبھی کبھی استعمال بھی کرتا ہوں یہ امام آخرالزماں حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت عصا ہے۔ جب بھی میں آپ کے پاس جاتا تھا تو ان سے درخواست کرکے اس عصا کی زیارت ضرور کیا کرتا تھا۔ دوالمیال کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اس کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے دو اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک تبرک موجود ہے۔ ایک حضرت مسیح موعودؑ کا عصا اور دوسرا حضرت مسیح موعودؑ کی کوٹ کا ایک ٹکڑا جو محترمہ آپا اختر صاحبہ دختر کپتان عبداللہ صاحب کے پاس موجود ہے جبکہ ایک اور عصا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم میجر ملک حبیب اللہ صاحب پہلے امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع چکوال کو اپنی طرف سے تحفہ کے طور پر عطا کیا تھا۔

پاکستان بننے کے بعد آپ پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ جھوٹ اور رشوت اور سگریٹ نوشی سے نفرت تھی۔ اپنے بڑے سے بڑے افسر کے سامنے بھی سچ بات کہنے سے نہ گھبراتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے افسران کو آپ کی سچائی پر بہت اعتماد تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ ملک رشید جو بات کہے گا وہ درست ہوگی۔ آپ اکثر بتایا کرتے تھے کہ جب مجھے صفائی اور دوسرے سمن کی تعمیل کے لئے کہیں بھیجا جاتا تو میں اپنی روٹی ساتھ باندھ کر لے جاتا اور وہاں کسی سے روٹی اور چائے بھی نہیں پیتا تھا۔ کسی قسم کی رشوت آج تک نہیں لی۔ آپ ایک مثالی کردار کے مالک تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نے ہمیں توحید پر قائم رہنا سکھایا، شرک سے دور کر دیا، جھوٹ، رشوت اور دوسری تمام برائیوں سے دور رہنے کا درس دیا، بدعات سے نفرت کا سبق دیا اور ہمارے کردار کو ایک صحیح اور حقیقی مسلمان کا کردار بنا دیا۔ ہمیں دین کی دولتِ عظیم سے نوازا۔ ہم جو کچھ ہیں احمدیت کی وجہ سے ہیں۔ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کر کے انہیں احمدیت کی دولت سے مالا مال کرنا چاہیئے۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے بھیرہ میں اپنی تعیناتی کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی مسجد میں، جو حضورؓ کے گھر میں ہی بنی ہوئی ہے، بڑی مدت تک نمازیں اور نماز تہجد ادا کی ہیں۔

آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا پوتا آپ کی نظروں کے سامنے مربی سلسلہ بن کر دین کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دلی خواہش کو آپ کی زندگی میں پورا کر دیا اور آپ کا پوتا حاشر احمد جس دن مربی بن کے جامعہ سے پاس آؤٹ ہوا تو اس دن آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ آپ سب کو بلا بلا کر بتا رہے تھے کہ اس مولا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے میری اس خواہش کو پورا کیا اور میرا پوتا مربی سلسلہ بن گیا۔ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بہت ساری پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں ہیں اور سب ہی بڑھ چڑھ کر احمدیت کی خدمت کر رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم رشید احمد صاحب کو جنتِ فردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ آمین۔

☆...☆...☆

| 29جون 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 04:14 | 19:07 |
| مدینہ منورہ | 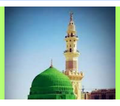 | 04:05 | 19:14 |
| قادیان | | 03:46 | 19:38 |
| ربوہ | | 03:26 | 19:18 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 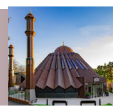 | 03:21 | 21:22 |